

نچے کا سیاسی مستقبل سنور جائے گا!

مئی 2020ء میں کرونا، پوری دنیا کو لپیٹ میں لے چکا تھا۔ متعدد ممالک میں لاک ڈاؤن ہو چکا تھا۔ زندگی کافی حد تک مفلوج تھی۔ لوگ ایک دوسرے سے ملنے سے بھی کتراتے تھے کیونکہ کووڈ اس وقت عذاب کی طرح انسانی جانوں پر حملہ آ رہا تھا۔ پوری دنیا میں خوف و ہراس کی فضا تھی۔ تمام ممالک کی طرح برطانیہ میں بھی سماجی میل جوں پر پاندھی تھی۔ حکومت کی طرف سے لاک ڈاؤن لگ چکا تھا۔ پورا برطانیہ حکومتی فیصلہ کا احترام کر رہا تھا۔ وزیرِ اعظم بورس جانسن پوری قوت اور جانشناختی سے اس عفریت سے کامیابی سے لڑ رہا تھا۔ مئی کے مہینے میں وزیرِ اعظم کے ذاتی شاف نے ایک باغ میں پارٹی رکھی اور اس میں بورس جانسن نے بھی شرکت کی۔ ایک ڈیڑھ گھنٹے کی پارٹی کھلی جگہ پر تھی اور اس میں ”سماجی قابل“ کا اصول بھی مد نظر رکھا گیا تھا۔ بہر حال یہ نہ کوئی عوامی اجتماع تھا اور نہ ہی کسی قسم کی قابل ذکر تقریب تھی۔ چند ہفتے قبل یعنی 2021ء میں کسی روپورث نے اس پارٹی کی خبر چھاپ دی۔ اس نے یہ لکھا کہ وزیرِ اعظم نے پورا ملک تو کرونا کی وجہ سے بند کر رکھا تھا۔ مگر بذات خود اصولوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ایک گارڈن پارٹی میں شرکت کی تھی۔ اس کے بعد پورے برطانیہ میں قیامت برپا ہو گئی۔ سوال صرف ایک تھا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ برطانیہ کا وزیرِ اعظم لاک ڈاؤن کے اندر زبانے ہی بنائے ہوئے اصولوں کو پامال کر دے۔ اور اپنے شاف کی سماجی تقریب میں شامل ہو جائے۔ یہ ایک غیر اصولی اور غیر اخلاقی حرکت تھی۔ آپ تصور نہیں کر سکتے کہ اس انکشاف کے بعد برطانیہ کی پارٹیوں یعنی ہاؤس آف کامنز میں کیا طوفان برپا ہے۔ اس معاملہ کو ”پارٹی گیٹ سکینڈل“ کا نام دے دیا گیا ہے۔ بورس جانسن پر اپوزیشن کی سیاسی جماعتیں کامیابی کا حد درجہ دباو ہے کہ وزیرِ اعظم کے عہدے سے استغفار دے دیں۔ اس کی اپنی سیاسی جماعت میں مجرمان نے کہا ہے کہ بورس جانسن نے حد درجہ غیر اخلاقی حرکت کی ہے۔ اور اس کے مستقفل ہونے میں کوئی قباحت نہیں۔ برطانوی حکومت جس کا سربراہ وزیرِ اعظم ہے۔ اسی کے ایک ڈپارٹمنٹ نے بورس کے خلاف تحقیقات شروع کر دی ہیں۔ وزیرِ اعظم کا پورا سیاسی مستقبل خطرے میں پڑ چکا ہے۔ بورس جانسن نے پارٹیوں نے صرف اس بندی پر کی کہ یہ ایک سرکاری کام بنتا نہیں کی نشست تھی۔ ان دونوں قاعدے کی خلاف ورزی نہیں کی گئی۔ اس نے پارٹی میں شمولیت صرف اس بندی پر کی کہ یہ ایک سرکاری کام بنتا نہیں کی نشست تھی۔ ان دونوں برطانوی سیاست پارٹی گیٹ سکینڈل کے اردوگرد گھوم رہی ہے۔ موجودہ وزیرِ اعظم حد درجہ مصیبت میں بنتا ہے۔ وجہ صرف یہ کہ جو اصول عوام کے لئے بنائے گئے تھے۔ وہی ضابطہ وزیرِ اعظم پر بھی لاگو ہوتا ہے۔ بورس جانسن کسی صورت میں عوام کے لئے منقص قاعدے سے بالاتر نہیں ہے۔ دعوت میں جا کر اس نے حد درجہ غیر ذمہ داری اور بے اصولی کا مظاہرہ کیا ہے۔ اب اسے سیاست کے میدان سے کنارہ کشی کر لینی چاہیے۔ اس امر کا باب قوی امکان ہے کہ بورس جانسن مستغفاری ہو جائے۔

اب یہاں سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ برطانیہ کے وزیرِ اعظم نے کس قانون کی خلاف ورزی کی ہے؟ کیا سرکاری وسائل کو نقصان پہنچایا ہے؟ کیا اس نے کسی قسم کی کوئی کرپشن یا مالی بے ضابطگی کی ہے؟ ہرگز نہیں۔ بورس جانسن نے کسی قسم کے قانون کی خلاف ورزی نہیں کی۔ اس کی کوتاہیوں میں ایک تو اخلاقی لغزش ہے کہ اپنے ہی بنائے ہوئے قاعدے کی خلاف ورزی کرنے کا اسے کوئی اختیار نہیں تھا۔ دوسرا یہ کہ وہ عوام سے بالاتر نہیں ہے۔ جو اصول عوام کے لئے کارگر ہے وہی ضابطہ وزیرِ اعظم کے لئے بھی لازم ہے۔ یعنی کسی قانون کی خلاف ورزی کیے بغیر بورس جانسن اپنی وزارت عظیمی سے ہاتھ دھو سکتا ہے۔ وہاں کسی ریاستی ادارے یادداشت نے بورس کو کچھ نہیں کہا۔ یہ صرف اور صرف عوامی دباو ہے جس کی بدولت وزیرِ اعظم بندگی میں داخل ہو چکا ہے۔ جو ہری طور پر یہ مسئلہ قانونی نہیں بلکہ اخلاقی ہے۔ اس واقعہ کے نتاظر میں اب آپ اپنے ملک کے موجودہ اور ماضی کے حکمرانوں کو پر کھیے۔ ان کی حرکات دیکھ کر انگلیاں چبایں گے۔ ہمارے عوام کی یادداشت کمزور ہے۔ مگر انہی بھی کمزور نہیں۔ کئی معاملات تو لکھتے ہوئے بھی شرم آتی ہے۔ دسمبر 1971ء کو ہمارا ملک دولخت ہو گیا۔ یہ جنگ کا زمانہ تھا۔ اس نازک ترین وقت میں ملک کا صدر بیگی خان کیا کر رہا تھا۔ اس کی خواب کاہ کے باہر سرخ رنگ کا ملبہ جل رہا تھا۔ جس کا مطلب تھا کہ کسی کو بھی اندر آنے کی اجازت نہیں ہے۔ ملک جل رہا تھا اور بیگی خان، عیش و عشرت اور بادہ نوشی کے گڑھے میں کمل طور پر غرق تھا۔ ہمارا پورا ملک برباد ہو کر رہ گیا۔ مگر اس قیچی فعل میں شامل کسی شخص کو اس کی غفلت، نالائقی اور بد کرداری کی سزا نہیں ملی۔ یہ الیہ سب کے سامنے ہے اور اس سے کوئی مفتر نہیں کہ بیگی خان اور ان کے ساتھی اپنے فرانس منصبی ادا کرنے میں بربی طرح ناکام رہے ہیں۔ مگر آپ ہمارا ادنیٰ نظام دیکھیے کہ اس کو کچھ بھی سزا نہیں ملی۔ معاملہ کو رفع دفع کر دیا گیا۔

ہمارے قومی سیاست دان، ادارے اور اہم ترین لوگوں کا مسئلہ ذاتی اور اجتماعی اخلاقیات کا نہ ہونا ہے۔ پہلی پارٹی کے دور کے وزیرِ اعظم جن کا تعلق ملتان سے ہے۔ ان کے دورافتخار میں ملک میں سیلا ب نے تباہی چاہی۔ اس قیامت کو دیکھنے اور مدد کرنے کے لئے اقوام متحده کی خیر سگالی سفیر انجلینا جوی پاکستان تشریف لائیں۔ سیلا ب کی تباہ کاریاں اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ لوگوں کے زخموں پر مرہم رکھنے کی کوشش کی۔ سیلا ب زدگان کی محرومیاں، ان کے گھروں کی مکمل تباہی بیاریوں نے اسے ذہنی طور پر حد درجہ متأثر کیا۔ اس نے دنیا کو بتایا کہ پاکستان مشکل میں ہے۔ اسکی مدد کرنی چاہیے۔ دورہ کے اختتام پر وہ وزیرِ اعظم ہاؤس میں ہمارے وزیرِ اعظم سے ملی۔ وہاں جو چائے اور خاطر مدارت کا پرتعیش انتظام تھا۔ اسے دیکھ کر پریشان ہو گئی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک قوم سیلا ب کے ہاتھوں زندگی اور موت کی کھمکش میں بنتا ہے اور وزیرِ اعظم ہاؤس میں اس کے لئے اتنی بیش بہا ضیافت کا انتظام کیا گیا ہو۔ انجلینا نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ یہ حد درجہ کا ظلم تھا کہ ملک ڈوب رہا تھا اور ملک کا حکمران اس قدر عیاشی میں بنتا تھا۔ مطلب یہ کہ اسے عوام کا اصل میں کوئی خیال نہیں ہے۔ یہ جملے اس کی کتاب میں موجود ہیں۔ آپ خود پڑھ سکتے ہیں۔ کیا اس حرکت کے بعد ملک کے وزیرِ اعظم کو کوئی سیاسی نقصان پہنچا۔ دکھ یہ بھی ہے کہ عوام میں بھی اس بے عملی اور کشمور پن کا کوئی منفی تاثر نہیں۔ یہ ہمارا اصل پاکستان ہے۔ جس میں خواص اور عوام میں کسی قسم کی کوئی اخلاقیات نہیں۔ بلکہ ہمارے معاشرے کا اخلاقی بلند قدر وہ سے کسی قسم کا دور دور تک تعلق نہیں۔ یہاں عرض کرتا چلوں۔ اگر بگاڑ، حکمران طبقے میں ہے، تو یہی ابتری عوام میں بدرجات موجود ہے۔ انہیں کا بھی فرق نہیں۔

موجودہ معاملات کو دیکھیے۔ آپ کو اخلاقی گراؤٹ بد بودا رہ تک دکھائی دے گی۔ کیا امریکہ کے صدر کے وہم و گمان میں آسکتا ہے کہ پچیس بلین روپے و اسکے کل میں کوئی ابھنی منتقل کر دے۔ جب اس سے پوچھا جائے کہ اتنی کثیر دولت ملازمین کے اکاؤنٹ میں کیسے پہنچی۔ تو استدلال یہ ہو کہ مجھے تو قطعاً علم نہیں ہے۔ غور فرمائیے۔ دنیا کا طاق تو تین شخص یہ حرکت کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ مگر ہمارے قومی رہنماد ہڑ لے سے فرماتے ہیں کہ پچیس بلین روپوں کے آنے جانے کا انہیں کچھ معلوم نہیں۔ اخلاقی گراؤٹ کی انہتا تو دیکھئے کہ عدالت میں پیشی کے وقت ان پر پھول بر سائے جاتے ہیں۔ کس کس ابتری کا ذکر کروں۔ ہمارے موجودہ وزیرِ اعظم ریاست مدینہ کا ذکر کرتے تھکتے نہیں ہیں۔ مگر ان کا دولت خانہ بھی تین سو کنال کا ہے۔ ریاست مدینہ کی بنیادیں اخلاقی برتری میں گندھی ہوئی تھیں۔ ہر وقت اس ریاست کا ذکر کیا جاتا ہے جس کے اصول اور ضابطے پر عمل نہیں ہو رہا۔ قیامت تو یہ ہے کہ ہمارے حکمران طبقے نے عمر و عیار کی وہ زیبیں رکھی ہوئی ہے جس کا قارون کی دولت سے بھی پہنچتا ہی نہیں۔ سندھ کی قیادت کا کسی بھی اخلاقی اصول کے مطابق ذکر کرنا صرف اور صرف وقت کا خیال ہے۔ اب خود بتائیے کہ اس غیر اخلاقی پاتال سے کیسے اور کیوں نکلا جائے۔ مجھے کوئی راستہ نظر نہیں آتا۔ یوکے کا وزیرِ اعظم تو ہمارے حکمرانوں کے مقابلے میں مغل مکتب ہے کہ صرف ایک گارڈن پارٹی میں شامل ہو کر اپنے سیاسی مستقبل داؤ پر لگا بیٹھا۔ اسے غیر اخلاقی تربیت کے لئے فوری طور پر پاکستان منتقل ہو جانا چاہیے۔ نچے کا سیاسی مستقبل ہمارے موجودہ اور سابقہ حکمران سنوار دیں گے!